مختصر سوانح حیات

سلطان الاولیا، دلیل الاتقیاء محبوب یزدانی، عارف ربانی
پیشوائے سالکین، رہنمائے طالبین۔ امام شریعت، پیشوائے
طریقت۔ قطب الاقطاب، سلطان سندھ حضرت سید
میر محمد احمد صدیق شاہ قاتل رح لکھنوی ثم الاجمیری

سلطانِ سندھ

سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ ابوالعلائیہ جہانگیریہ
شکوریہ، قاتلیہ، رومویہ

مرتبہ

ڈاکٹر محمد امین قادری قاتلی ایم ڈی (ہومیو پیتھ)

پیش کردہ

محمد اسحاق روموی محمد اشفاق روموی ایوان شاہ رومی المدد
پاک کالونی عقب ٹمبر مارکیٹ، راوی روڈ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

شیخ الاسلام والمسلمین نائب ختم المرسلین زبدۃ العارفین سراج الکاملین امیر الصادقین والصابرین قطب الاولیاء سلطان سندھ سید میر محمد احمد صدیق شاہ قاتل رح کا عرس پاک ہند و پاکستان میں ہر سال ماہ صفر المظفر کی ۲۶، ۲۷، ۲۸ تاریخ کو ہر سال نہایت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے عرس پاک کی محفل میں مملکت خداداد پاکستان کے وزراء اسلامی ممالک کے سفراء علماء کرام شعراء صاحبان سب ہی شامل ہوتے ہیں اور مزار اقدس پر بہ مصداق

جبیں سائی کو تیرا در چاہیے

حاضری و جبیں سائی کو اپنی خوش نصیبی و خوش بختی تصور کرتے ہیں راقم الحروف کو ۱۳ دسمبر ۱۹۵۸ء میں پہلی مرتبہ حضرت کے عرس پاک کی محفل میں شامل ہونے کا موقع ملا تو دیکھا کہ مزار اقدس پر مملکت خداداد پاکستان کے وزراء میں سے جناب آئی آئی چندریگر۔ جناب فضل الرحمٰن صاحب۔ آنریبل الحاج مولا بخش سومرو۔ آنریبل جناب عبدالحلیم صاحب۔ جناب الطاف گوہر صاحب اور اسلامی ممالک کے سفراء میں سے ہز اکسلنسی الحاج ڈاکٹر سومارتو صاحب سفیر انڈونیشیا۔ ہز اکسلنسی الحاج سید عبدالقادر جیلانی سفیر عراق۔ ہز اکسلنسی جناب محمد معروف صاحب سفیر سیلون ہز اکسیلنسی جنرل مظفر گوک سنین سفیر ترکی۔ ہز ہولینس آقائے محمد شریعت

مجتہد العصر ایران مزار اقدس پر عقیدت کے پھول پیش کر رہے ہیں اور نہایت ہی نیاز مندانہ طور پر باادب سر جھکائے نذرانہ عقیدت پیش کر رہے ہیں تو دوسری طرف علمار کرام میں سے جناب مولانا عبدالحامد بدایونی قادری صدر جمیعت العلما پاکستان۔ جناب مولانا علامہ سید محمد ناصر جلالی مرحوم۔ جناب مولانا عبدالسلام صاحب باندوی۔ جناب مولانا ظہور الحسن صاحب درس النظامی جناب مولانا مفتی مظفر احمد صاحب دھلوی صاحبزادہ امام الہند مفتی مظہر اللہ صاحب نقشبندی دھلوی، حسان الہند جناب مولانا علامہ ضیاء القادری صاحب صدر جمعیت المشائخ وشاعر آستانہ دھلوی، حضرت کی تعریف و توصیف بیان فرما رہے ہیں اور حیات مبارکہ پر روشنی ڈال رہے ہیں تو ایک طرف شعرار صاحبان اعلیحضرت کی خدمت مبارکہ میں ہدیہ منقبت پیش کر رہے ہیں

راقم الحروف نے اعلی حضرت کے دربار میں جس کو بھی دیکھا سر جھکاتا آیا اور سر جھکاتا ہوا ہی الٹے پاؤں واپس گیا۔ جو بھی آیا دامن مقصود بھر کر واپس لوٹا خالی ہاتھ واپس نہیں گیا اور جاتا بھی کیسے سخی کے گھر سے نہ تو کبھی کوئی خالی ہاتھ گیا اور نہ جائیگا۔ جو خود بھی سخی ہو جس کا گھرانہ سخی ہو اس کے در سے خالی ہاتھ جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

حضرت کے دربار میں بڑے چھوٹے کا کوئی فرق نہیں دیکھا امیر و غریب وزیر سب ایک ساتھ کھڑے دیکھے اور ایک ساتھ بیٹھے دیکھے۔ اس

وقت کا سماں جب بھی یاد آتا ہے ۔ بلیساختہ زبان پر یہ شعر آتا ہے ۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

وہ وزیر و سفیر و امیر جو اپنے دروازے پر کسی غریب کو پھٹکنے نہیں دیتے اس در پر اس کو بھی ایک غریب کے ساتھ غریب ہی پایا یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت کا فیض و کرم ہے ۔ کہ جیسے آپ نے حیات مبارکہ میں امیر و غریب میں کوئی فرق نہیں آنے دیا اسی طرح بعد وصال بھی کوئی فرق نہیں آنے دیا ۔

اعلیٰ حضرت کی ذات بابرکات سے فیضیاب ہو کر اس خادم نے سوچا کہ کیوں نہ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم کی سوانح حیات کو ایک کتابی شکل میں شائع کرایا جائے یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ایک ایسے بزرگ ہستی کی کہ جن سے ایک عالم فیض پا رہا ہے سوانح حیات پر کسی نے توجہ نہیں دی خاکسار نے یہ سوچتے ہوئے اعلیٰ حضرت قبلہ عالم کی سوانح حیات لکھنے کا فیصلہ کیا تاکہ وابستگان سلسلہ عالیہ مریدین و معتقدین اس سے مستفیض ہو سکیں اور ان کو معلوم ہو سکے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رح کس ہستی کے مالک تھے اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے خاکسار نے یہ محنت کی ہے

خاکسار نے اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رح کے سلطان سندھ ہونے کے پیش نظر اس کتاب کا نام سلطان سندھ تجویز کیا ۔ واضح ہو کہ سلطان سندھ سے مراد کوئی دنیاوی حکومت نہیں بلکہ روحانیت کی سلطنت ہے ۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رح اس خادم کی اس محنت کو شرف قبولیت بخشیں تاکہ خادم کی بھی بخشش کا ذریعہ ہو سکے ۔

دعاگو

ڈاکٹر محمد امین قادری قاسمی

ایم ڈی (ہومیو پیتھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

عروس البلاد و سندھ کو پاکستان کے علاقوں میں ایک امتیازی خصوصیت حاصل ہے سرزمین سندھ میں بے شمار اولیاء اللہ محو خواب ہیں۔

سندھ ہی کی مقدس سرزمین اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ ہی اولیاء امت محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کا مرکز و گہوارہ رہی ہے۔ حضرت محمد بن قاسمؒ کے فتح کے بعد سے اسی خطہ سندھ کا نام باب الاسلام ہے۔

سندھ کی پاک سرزمین میں مرو ند شریف سے تشریف لائے ان میں حضرت محمد عثمان عرف لال شہباز قلندرؒ۔ حضرت شاہ عبدالکریم بھلڑی شریف جو کہ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے دادا ہیں اور خود شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ حضرت خواجہ محمد زمانؒ لواری شریف۔ حضرت شاہ مرادؒ بادشاہ۔ حضرت عبداللہ صحابیؓ حضرت شاہ مبینؒ۔ حضرت مخدوم محمد ہاشمؒ ٹھٹھوی حضرت نوح مخدوم خواجہ فقیر ہالہ شریف وغیرہ ہیں۔

سرزمین سندھ اپنی خوش بختی پر جس قدر بھی ناز کرے کم ہے کہ اس سرزمین کو غالباً ۱۹۲۲ء میں افضل العلماء والمشائخ الراسخین قطب الاقطاب سلطان سندھ پشت و پناہ مریدین و معتقدین در دنیا و دین رضی اللہ القوی اعلیٰ حضرت سید محمد احمد صدیق المختص بہ شاہ قائلؒ نور اللہ مرقدہ نے اپنے

اس نور پاک سے جو اللہ والوں کو حدیث قدسی کے مطابق جو خدا کی طرف سے ودیعت ہوتا ہے۔ اَلْمُومِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہ دیکھ کر خدا جل سلطانہٗ کے بندوں کو صراط مستقیم و عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جام سے سرشار کرنے کے لیئے اجمیر کی مقدس سرزمین سے تشریف لائے اور دین اسلام کی وہ خدمات انجام دیں جو رہتی دنیا تک ان کے نام کو زندہ رکھے گی۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید میر محمد صدیق تخلص قائل خطاب ادبی سیف الکلام کنیت ابو القاسم عرف عام میں آپ نے پیر قائل رح لکھنوی ثم الاجمیری کے نام سے شہرت پائی۔

پیدائش آپ کی پیدائش ۱۴ جنوری ۱۸۵۵ء کو لکھنو میں ہوئی۔

حضرت قبلہ عالم کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت میر سید یعقوب علی تھا آپ کے مورث اعلیٰ حضرت قاضی سید علی ہمدانی مشہدی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ مشہد مقدس سے بغرض تبلیغ اسلام ہمراہ سیدنا میراں سید حسین خنگ سوار قدس اللہ سرہ العزیز کے ہندوستان میں تشریف لائے تھے اور تارا گڈھ اجمیر شریف میں قیام پذیر ہوئے۔

حسب ونسب آپ کا حسب ونسب سادات بنی فاطمہ ہے شجرہ نسب پدری حضرت امام جعفر صادق رض کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل تک پہنچتا ہے۔

تعلیم وتربیت آپ کی ذات گرامی بیش از بیش اوصاف کی حامل ہے آپ نے اپنے تعلیم کی ابتدا تعلیم دین سے شروع فرمائی اور ابتدائی تعلیم

آپ نے گھر پر ہی حاصل فرمائی۔ سن شعور کو پہنچنے پر تعلیم اجمیر شریف میں حاصل فرمائی۔

دوران تعلیم دربار رسالت میں حاضری علم دین سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے بعد اعلحضرت قبلہ عالم نے یہ فیصلہ کیا کہ سلسلہ درس و تدریس جاری فرمایا جائے تاکہ خلق خدا کو فائدہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ جس اپنے بندے سے اپنی مخلوق کو فیض پہنچانا چاہتا ہے۔ اس بندے سے وہ بچپن ہی سے خدمت لینی شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اوائل عمر میں ہی خلق خدا کو فیض پہنچانے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اسی دوران ایک واقعہ ایسا عجیب پیش آیا جس سے آپ کی رفعت و شان و قرب بارگاہ رسالت اظہر من الشمس ہوتی ہے

واقعہ یہ تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے وہ روزانہ پڑھتے لیکن ایک حرف بھی انہیں یاد نہیں رہتا تھا حضرت جیسا کہ معلمین کا دستور ہوتا ہے کہ وہ طالب علم کو تنبیہ کرتے ہیں۔ اس کو بھی تنبیہ فرماتے مگر اس کا یہی حساب رہا۔ اسی دوران ایک روز ایک فریادی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں نظر پیش کی حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ ہم کسی سے کوئی نذر وغیرہ نہیں لیا کرتے ہیں جس پر اس فریادی نے نذر قبول کر لینے پر اصرار کیا اور عرض کی چونکہ آپ سادات ہیں اور میں نے سنا ہے کہ سادات کی خدمت میں نذر پیش کرنے سے آئی ہوئی آفت ٹل جاتی ہے۔ اور اس بندے پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے۔ اس طالب علم نے جب حضرت قبلہ عالم کو پس و پیش کرتے دیکھا تو حضرت قبلہ عالم کے نزدیک آ کر چپکے سے حضرت قبلہ عالم سے فرمایا۔ کہ آپ یہ نذر قبول کر لیجئے اللہ تعالیٰ مشکل آسان کر دے گا چنانچہ

حضرت قبلہ عالم نے اس طالب علم کے کہنے پر نذر قبول فرمائی اس کے بعد اس فریادی نے اپنا ماجرا بیان کیا اور عرض کی کہ حضرت دعا فرمائیں کہ میں ایک فوجی ملازم ہوں ایک جرم کا بیجا الزام لگا کر مجھ پر حکام نے مقدمہ چلایا ہے اور فوجی عدالت نے اس جرم میں مجھ کو مستوجب سزا ٹھہرایا ہے اب کوئی صورت میرے بچنے کی باقی نہیں رہی اب صرف اتنا آسرا ہے کہ فوج کے کمانڈر اعلیٰ کے پاس تمام کاغذات متعلقہ مقدمہ اور میری بریت وصفائی تسلیم نہ کرنے کی صورت میں رحم کی درخواست بغرض ثواب دید ارسال کیے گئے ہیں ورنہ میری سزائے قید کی تاریخ اور وقت مقرر ہو چکی ہے۔ ایسی نازک حالت میں میرے واسطے سوائے کرامات حق کے اور کوئی ذریعہ ایسا نہیں رہا جو کہ مجھے بچا سکے۔ چنانچہ ہوا یہ کہ بیشتر اس کے حضرت قبلہ عالم اپنے فریادی کو کچھ جواب دیتے تو وہ شخص طالب علم بول اٹھا کہ جاؤ تم کو قید نہیں ہوگی۔ نہیں ہوگی۔ نہیں ہوگی۔ حضرت قبلہ عالم نے سکوت فرمایا۔ حتیٰ کہ وہاں مدت سماعت اپیل حسب قاعدہ افواج و منظوری درخواست طلب رحم کا وقت گزر گیا اور بموجب فیصلہ عدالت کے فریادی کو علی الصبح سزا دہی کا انتظام عملی طور پر کرنے لگے۔ شہر کے باشندوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ آج فلاں فلاں شخص کو سزا دیجائیگی تو جن لوگوں کو جن سے ہمدردی تھی یا دلچسپی تھی وہ موقع پر پہنچ گئے۔ حضرت قبلہ عالم اور وہ طالب علم شخص بھی تماشائیوں کے زمرے میں موجود تھے حضرت قبلہ عالم نے اس طالب علم شخص سے فرمایا کہ دیکھا تم نے اس بیچارے کو سزا دی جانے والی ہے۔ اس نے عرض کی کہ حضرت اس شخص کو سزا نہیں ہوگی۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ

اتنے میں گرد و غبار اٹھا اور شہسوار فوجی قاصد کمال تیزی سے گھوڑا دوڑا کر نمودار ہوا اور دررانہ وار اس مقام پہ پہنچ گیا جہاں کہ حکام کھڑے ہوئے تھے اور قریب تھا کہ سزا کا حکم دیا جاتا۔ اس فوجی قاصد نے حکم نامہ دینے سے قبل ہی زور سے یہ کہکر خط سنا دیا کہ اس مجرم کو بری کر دیا گیا ہے اس پر رحم کیا گیا ہے۔ لہٰذا حکم نامہ پڑھتے ہی اس کی رہائی کا حکم دے دیا اس شخص طالب علم کی بات صحیح ثابت ہو کر رہی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت قبلہ عالم نے اس طالب علم شخص سے یہ دریافت کیا کہ یہ بتاؤ کہ مجرم کی رہائی کے بارے میں اس قدر رسوخ کے ساتھ کیسے تم نے یہ بات کہہ دی۔ اس شخص نے کہا کہ حضرت کیوں اس بات کے درپے ہو اللہ کو جو منظور تھا وہ ہو گیا لیکن حضرت قبلہ عالم نے اس شخص سے بے حد اصرار کر کے اسے بتانے پر مجبور کر دیا تو اس شخص نے کہا۔ اچھا اگر آپ اصرار فرماتے ہیں تو لیجیے میں بتاتا ہوں کہ کس طرح میں نے یہ بات وثوق سے کہدی تھی۔ یہ کہکر اس شخص نے ایک کمبل حضرت قبلہ عالم پر ڈال دیا کہ باہر کی روشنی دکھائی نہ دے۔
حضرت قبلہ عالم فرماتے تھے کہ اس کمبل کے ڈالنے کے بعد مجھ کو کچھ غنودگی اور کچھ بیداری سی محسوس ہوئی اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت عظمت و شوکت کا دربار منعقد ہے اور ایک نورانی صورت بزرگ تخت پر جلوہ افروز ہیں دائیں بائیں مقتدر بزرگ تشریف فرما ہیں اور سب کے سب عربی لباس میں ملبوس ہیں۔ یہی شخص جو طالب علم تھے میرا بازو تھامے ہوئے ایک بزرگ کے پاس سے گئے اور ان سے عرض کیا کہ حضرت یہ میرے استاد ہیں

اور انہیں اس دربار میں حاضر ہونے کا کمال اشتیاق تھا لہذا میں ان کو آپ کی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں اور مجھ سے یہ کہا کہ یہ بزرگ مولائے کائنات شہنشاہ ولایت حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ میں نے یہ سن کر ازراہ ادب واحترام اپنے سر کو خم دیا۔ لیکن ادب ونیاز سے میری زبان ساقط رہی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے میرا بازو پکڑ کر مجھ کو حضور سرور کون ومکان سید الانس وجان خواجہ دوسرا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کر دیا یہ وہی نورانی صورت بزرگ تھے کہ جو تخت پر جلوہ افروز تھے ان کی خدمت فیض درجات میں پیش کر دیا تو آنحضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا علی ان کو ہم نے تمہارے ہی سپرد کیا بعد اذن مولائے کائنات علی علیہ السلام نے میرا بازو تھام کر مجھ کو ایک اور بزرگ رونق افروز تھے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزند عبد القادر جیلانی ہم نے ان کو تمہارے سپرد کیا حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے میرا بازو پکڑ کر جو وہاں تشریف فرما تھے ان الفاظوں سے مخاطب فرمایا اے معین الدین ان کو ہم نے تمہارے سپرد کیا تو حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت عالی میں جب میں حاضر ہوا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے خواجہ غریب نواز سے یہ التماس کروں کہ اس وقت دربار بھی منعقد ہے اور مجھے شرف بیعت سے سرفراز فرمائیں اور اپنا مرید بنالیں چنانچہ میں نے حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی خدمت بابرکات میں اپنی یہ آرزو پیش کی تو آپ نے تبسم فرمایا اور یہ فرمایا

کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا مجھے بازو سے پکڑ کر ایک خیمے کے دروازے
کے قریب لے گئے۔ پردہ اٹھا کر مجھے بتایا کہ دیکھو تمہارے ہونے والے
شیخ طریقت یہ ہیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ میرے پیر و مرشد حضرت قبلہ
شاہ محمد عبدالشکور رُوحی فداہٗ سامنے رونق افروز ہیں تو میں نے حضرت
خواجہ غریب نواز کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میں ان بزرگ سے ابھی بیعت
ہو جاؤں حضرت خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ نہیں نہیں کہ ابھی تو ان
کے صاحب مجاز ہونے میں وقت باقی ہے۔ جب یہ مسند طریقت پر بیٹھیں
گے تب تم بیعت کرو گے اور وقت آنے سے ہمارا مقصد وہی وقت ہے
کہ جب یہ صاحب مجاز ہوں گے اور اس کے بعد مجھ کو مقرر آنحضرت سردار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں پیش فرمایا آنحضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے دو تلواریں ایک سبز ایک سرخ خاص اپنے دست مبارک سے مجھ کو عطا
فرمائیں اور رخصت فرمایا چنانچہ رخصت ہونے سے پیشتر حضرت غریب نواز
نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم کو سرکار رسالت پناہ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے
ان کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ہمارا فیض روحانی تم کو حاصل ہوتا رہے گا، چونکہ ہندوستان
ہماری نگرانی میں ہے۔ اور ہم نے تمہیں ہمارے شیخ کی زیارت کرا دی ہے
دراصل علم ازلی تقدیر الٰہی تمہارے حق میں اسی طرح ہے کہ تم ان سے بیعت
کرو گے اور امانت فکر و درویش ان سے پہنچے گی بس اتنا ماجرا ہی دیکھنے
پایا تھا کہ اس شخص طالب علم نے مجھ پر سے وہ کمبل ہٹا لیا کہ حسب صادق
عالم بیداری میں اپنے حواس خمسہ کے ساتھ بیدار ہو گیا اس کے بعد اسی وقت

اس شخص سے میں نے دریافت کیا کہ یہ بتاؤ تم کون ہو تو اس شخص نے بتایا کہ میں
اس سرزمین پر بدرجہ قطبیت پر فائز ہوں ۔ میں نے کہا کہ تم قطب ہو کر قرآن مجید
پڑھنا نہیں جانتے ہو تم کیسے قطب ہو ۔ تو اس شخص نے کہا کہ میں نہ صرف
قرآن شریف نادرہ پڑھا ہوا ہوں بلکہ حافظ قرآن بھی ہوں پوچھئے آپ
کہاں سے مجھ سے سننا چاہتے ہیں ۔۔۔ میرا آپ کے پاس پڑھنے کے لئے
آنا تو محض منشاء ایزدی لتعمیل حکم ازلی تھا کہ اس طرح میں آپ کو اپنی
وساطت سے بارگاہ رسالت میں پہنچا کر شرف باریابی سے مشرف کرادوں
اس باریابی سے مقصد اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ آپ چاہیں تو براہ راست بھی
بارگاہ رسالت سے اقتصاب فیض کر سکتے ہیں لہذا میں نے آپ کو باریاب
بارگاہ رسالت کر دیا ہے اب تقدیر ازلی پوری ہوگئی اور میں اپنا فرض پورا
کر چکا اچھا اب رخصت ۔ یہ کہکر وہ شخص طالب علم آپ کی آنکھوں کے
سامنے سے غائب ہوگیا یہ واقعہ جب اعلیٰ حضرت قبلہ عالم کے ساتھ پیش
آیا ۔ آپ عالم شباب میں قدم رکھ چکے تھے ۔

آپ کی عارفانہ زندگی کا آغاز

اعلیٰ حضرت قبلہ عالم کے والد سید میر یعقوب علی کا قیام اجمیر شریف کے محلہ جیکری میں تھا حضرت کے
والد ماجد کا تبادلہ بمقام آبو روڈ ہوگیا ماونٹ آبو علاقہ راجپوتانہ میں ہندوستان
کا ایک مشہور و معروف پہاڑ ہے ۔ آبو روڈ میں جناب ڈاکٹر ولایت حسین صاحب
قیام پذیر تھے ۔ آپ کے والد ماجد جب بھی ڈاکٹر صاحب سے ملنے جاتے
تو آپ بھی والد صاحب کے ہمراہ جاتے مثل مشہور ہے کہ مشک و عشق کبھی چھپائے نہیں چھپتا ۔

ظاہر ہو کر ہی رہتے ہیں۔ اسی مثل کے مصداق ڈاکٹر صاحب کی بینا آنکھوں نے جب آپ کو دیکھا تو قدرتی طور پر ڈاکٹر صاحب کے دل میں آپ کی طرف سے محبت پیدا ہو گی آپ کے جانے کے بعد ڈاکٹر صاحب ایک بے چینی محسوس کرتے تھے آپ میں آثار بزرگی بچپن ہی سے نمایاں تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے دل میں آپ کی محبت کچھ اس طرح گھر کر گئی تھی۔ کہ ڈاکٹر صاحب کو کسی طور بھی چین نہیں ملتا تھا اگر کچھ سکون ملتا تو وہ صرف آپ کی ذات بابرکات ہے جب آپ ڈاکٹر صاحب سے الگ ہو جاتے تو پھر وہی ڈاکٹر صاحب کی یہ خواہش تھی کہ یہ بچہ میرے پاس ہی رہے تاکہ دل کو سکون نصیب ہو مگر مجبوراً کچھ کہہ نہ سکتے تھے۔ آخر مجبور ہو کر ایک دن ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت کے والد ماجد سے عاجزانہ درخواست کی کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس بچے کو آپ میرے پاس رہنے دیں چونکہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے اور اللہ کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے۔ میں اس بچہ کی پرورش کروں گا اور اپنا تمام سرمایہ اس بچے کی تعلیم و تربیت پر صرف کروں گا چنانچہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد نے ڈاکٹر صاحب کی عاجزانہ درخواست قبول فرماتے ہوئے آپ کو ڈاکٹر صاحب کی سپردگی میں دے دیا ڈاکٹر صاحب کی نگاہیں بھانپ چکی تھیں دل شہادت دے رہا تھا۔ کہ بچہ ایک دن ایسا آئیگا کہ اسلام کی خدمت کے سبب سے رہتی دنیا تک لوگ ان کے نام نامی کو سُن کر ادب سے سر جھکایا کریں گے اور ان کے فیض روحانی سے ایک عالم سیراب ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے

نے اعلیٰ حضرت کو علم دین کے ساتھ علم دنیاوی بھی دینے کا فیصلہ کیا چنانچہ انگریزی اور ڈاکٹری کی تعلیم ڈاکٹر صاحب نے گھر پر ہی دی اور بعد آپ کو بیرون ہندوستان تعلیم کے لئے بھیجدیا اور مصر تشریف لے گئے۔ مصر سے فارغ التحصیل ہوئے اور جامع ازھر سے سند علوم حاصل فرما کر ہندوستان مراجعت فرمائی بعد واپسی کے آپ کے والد ماجد نے اپنے برادر نسبتی جناب حاجی سید علاؤ الدین صاحب جو کہ اعلیحضرت کے ماموں تھے اُن کی صاحبزادی سے آپ کی شادی کر دی۔

اعلیٰ حضرت نے ۱۹۰۴ء میں بمقام قیصر گنج اجمیر شریف میں ایک دواخانہ کھولا مگر چونکہ آپ کی طبیعت شروع ہی سے عبادت و ریاضت کی طرف مائل تھی اس لئے آپ اپنا زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں صرف کیا کرتے تھے دواخانے کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے اس سبب سے کچھ دنوں کے بعد دواخانہ بند کر دیا۔ آپ نے دواخانہ کھولا مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا قدرت آپ کو مرض کی اصلاح کا ڈاکٹر نہیں بلکہ روح کی اصلاح کا ڈاکٹر بنانا چاہتی تھی تاکہ بھٹکی ہوئی روحوں کی اصلاح ہو سکے تاکہ وہ اسلام کے سچے پیرو کار بن سکیں۔

اعلیٰ حضرت بچپن ہی سے عبادت و ریاضت کی طرف زیادہ مائل تھے تمام دن اور رات کو عبادت میں مصروف رہا کرتے۔ نماز، روزہ، تہجد چاشت اور اشراق و اوابین باقاعدگی سے ادا فرماتے مگر پھر بھی دل کو سکون قلبی میسر نہیں تھا ہر چند کوشش فرماتے مگر سکون میسر نہیں آتا۔

آپ اپنے اندر کسی چیز کی کمی محسوس فرماتے اور وہ کمی تھی مرشد کامل کی آپ کو
جب بھی وہ بچپن والا یاد آتا کہ دربار رسالت میں حاضری اور اپنے مرشد کی
زیارت تو روح بے چین ہو جاتی آپ سمجھ چکے تھے کہ جب تک مرشد کامل
کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا جائے گا اس پھیکی عبادت میں کوئی مزہ نہیں
آئے گا اور دل کو سکون میسر ہو گا۔

آپ مرشد کی تلاش فرماتے رہے جب بھی کسی درویش کا پتہ لگا آپ
وہیں پہنچے مگر وہاں نہ تو دل کو اطمینان نصیب ہوتا اور نہ ہی وہ صورت
نظر آتی جسے آپ دیکھ چکے تھے مایوس ہو کر تشریف لے آتے اسی دور
میں قصبہ نصیر آباد چھاؤنی اجمیر شریف میں لکھنو کے ایک بزرگ سید الشاکرین
امیر الصابرین مولانا و مقتدنا محمد عبد الشکور لکھنوی قدس اللہ سرہ العزیز
جلوہ فرمائے نصیر آباد تھے۔ قدرت کی طرف سے اشارہ غیبی پا کر وہاں
حاضر ہوئے اور وہاں پہنچ کر جو آپ نے حضرت کو دیکھا تو وہی نقشہ
آنکھوں کے سامنے پھر گیا کہ حضور وہی ہیں جنہیں دربار رسالت میں
حاضری کے وقت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک
خیمہ میں دکھایا تھا حضرت کو دیکھتے ہی بیعت سے مشرف ہوئے اور
سکون قلبی حاصل ہوا۔

اجازت و خلافت اعلیٰ حضرت قبلہ عالم نے بیعت ہونے کے بعد
اپنا یہ معمول بنا لیا تھا کہ روزانہ اپنے شیخ کی خدمت اقدس میں حاضری دیتے
اعلیٰ حضرت جب بھی اپنے شیخ کی خدمت میں حاضری دینے جاتے تو ادبا

اُس شہر کی حدود شروع ہوتے ہی اپنے پیروں سے جوتیاں نکال لیتے اپنے شیخ کا ادب جیسا سامنے بجالاتے ویسا ہی ادب شیخ کی غیر حاضری میں بجا لاتے۔ بیعت ہونے سے پیشتر جو سکون آپ کو میسر نہیں تھا بیعت سے مشرف ہونے کے بعد وہ خلش جاتی رہی قلب کو سکون نصیب ہوا اب آپ اپنا تمام وقت عبادت میں گزارنے لگے دنیاوی کاموں سے آپ نے قطع تعلق کر لیا سنہ ۱۹۲۳ء میں تاج العرفا امیر الشاکرین اعلیٰ حضرت شاہ محمد عبد الشکور قدس اللہ سرہٗ العزیز یعنے آپ کے پیر و مرشد نے جو کہ اپنے وقت کے عارفوں کے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور تھے بہ اشارہ غیبی اعلیٰ حضرت شاہ قابل رح کے عارفانہ ذوق و شوق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کو نعمت خلافت و اجازت بیعت سے نوازا۔

تبلیغ سلسلہ عالیہ تفویض اجازت و خلافت کے بعد آپ دل و جان سے تبلیغ اشاعت سلسلہ عالیہ میں مصروف ہو گئے اور ہندوستان کے ہر قصبہ میں ہر شہر میں ہر صوبے میں آپ نے سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کی آپ کے دست مبارک پر تقریباً سوا لاکھ افراد نے توبہ کی اور بیعت سے مشرف ہو کر راہ راست پر آئے آپ کی تبلیغ کا سلسلہ صرف ہندوستان تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ دنیا کے ہر گوشے میں بحمد اللہ آپ کے مرید موجود ہیں۔ دوسرے ملکوں کے علاوہ روس جیسے ملک میں بھی خاصی تعداد آپ کے مریدین کی موجود ہے۔

تبلیغ اسلام

جب اعلیٰ حضرت شاہ قابل رح ہندوستان میں جگہ جگہ دورہ فرما کر سلسلہ عالیہ کی تبلیغ فرما رہے تھے۔ انہی دنوں اجمیر شریف اور راجپوتانہ میں آریہ سماجیوں نے ایک تحریک چلائی جو کہ شدھی کی تحریک کے نام سے چلائی گئی۔ آریہ سماجی کارکن اجمیر شریف اور گرد و نواح کے دیہاتوں میں جاتے اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو ورغلا کر ہر قسم کا لالچ دے کر ان کو شدھ کر لیتے اور آریہ دھرم کا ماننے والا ہندو بنا لیتے۔ شدھی کی تحریک بہت زوروں پر تھی۔ آریہ سماجی کارکن بہت محنت سے اپنا کام کر رہے تھے۔ کافی سے زیادہ مسلمانوں کو وہ شدھ کر چکے تھے۔ اعلیٰ حضرت شاہ قابل رح نے جب یہ دیکھا کہ اس تحریک کے خلاف کسی علماء نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ آپ نے سب سے پہلے اجمیر شریف میں ہی تبلیغی پروگرام شروع کیا اور بعد میں جگہ جگہ گاؤں گاؤں قصبہ و شہر میں جاتے اور لوگوں کو اسلام کی صفات اور ہندو مت کی برائیوں سے آگاہ کرتے آپ

کچھ اس طرح لوگوں کو اسلام کی صفات اور ہندو مت کی برائیوں سے آگاہ کرتے۔ آپ اسلام کی صفات کچھ اس طرح لوگوں کو سمجھاتے کہ آپ کی بتائی ہوئی باتیں لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتیں اور جب وہ لوگ اپنے گھروں کو جاتے اور سوچتے تو وہ ماننے پر مجبور ہو جاتے کہ ہم آج تک دھوکے میں رہے بیشک اسلام ایک سچا مذہب ہے اور ہمیں ہندو دھرم کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لینا چاہیے نتیجتاً بیشتر کٹر قسم کے ہندوؤں نے اعلیٰ حضرت کے دست مبارک پر توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

جن میں خاص کر بابو شنکر پرشاد ریلوے آفیسر سیٹھ سوالال تاجر سیٹھ کنولال جے پوری اور ارجن لال سیٹھی جے پوری جو کانگریس کے ایک چوٹی کے لیڈر تھے اور ان کا شمار مہاتما گاندھی کے خاص ساتھیوں میں ہوتا تھا۔ حضرت کے دست مبارک پر توبہ کی۔ ارجن لال سیٹھی کے مسلمان ہوتے ہی ہندوؤں میں صف ماتم بچھ گئی۔ ہندو لیڈروں میں میٹنگیں ہوئیں۔ گاؤں گاؤں پنچائتیں بیٹھیں کہ مسلمانوں کی اس تحریک کا مقابلہ کیا جائے۔ اگر اس تحریک کو روکا نہ گیا تو ایک دن ایسا آئیگا کہ ہندوستان میں کوئی ہندو دھرم کا ماننے والا نہ ملیگا۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ قدرت کو اعلیحضرت شاہ قائل ؒ سے اسلام کی خدمت و ترقی کرانی مقصود تھی جو کہ ہو رہی تھی۔ حضرت شاہ قائل ؒ کے طوفانی دوروں کا نتیجہ دن بدن سامنے آرہا تھا۔ ہندو افراد حضرت کا نام نامی سُن کر دور دیہات سے آتے اور حضرت سے ملاقات کرتے آپ دوران ملاقات ان کو اسلام کی خوبی اور ہندو دھرم کی خرابی سے اس طرح آگاہ کرتے کہ آپ کے الفاظ ان کے دلوں میں اترتے چلے جاتے جب وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس جاتے اور تنہائی میں حضرت کی باتوں کی طرف توجہ کرتے اور اپنے ان لیڈروں کے متعلق سوچتے جو کہ پہلے اسلام قبول کر چکے تھے تو اپنے آپ کو ایک عجیب الجھن میں پھنسا ہوا پاتے اور سوچنے پر مجبور ہوتے کہ واقعی ہم غلط راستے پر چل رہے ہیں اور ہمیں دنیا و آخرت میں اگر اپنا بھلا مقصود ہے تو ہمیں اپنی بقیہ زندگی ایک سچے مسلمان کی طرح مسلمان ہو کر گزارنی چاہیئے اور پھر حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر

مشرف بہ اسلام ہوئے اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔
ہندوؤں نے جب یہ دیکھا کہ ہماری تحریک کا نتیجہ ہمارے خیالات کے برعکس نکلا بجائے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے خود ہندو مسلمان ہونے لگے۔ تو مجبوراً ہندوؤں نے اپنی تحریک کو نرم کیا اور آہستہ آہستہ اس تحریک کو بالکل ختم کر دیا۔ جب اعلیٰ حضرت نے دیکھا کہ ہندوؤں کے سب پیچ وخم ختم ہو چکے ہیں تو آپ نے بھی اس میں آہسہ آہستہ کچھ قدرے کمی کر دی۔ مگر آپ کی تحریک چلتی رہی۔ اعلیحضرت شاہ قاتل رحؒ نے ہزاروں ہندوؤں کو مشرف بہ اسلام کیا اور گمراہوں کو راہ راست پر لائے اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان گمراہ ہونے سے بچ گئے۔ آپ نے اپنی جاری کردہ تحریک کی اسکیم کے تحت احمد آباد جو کہ ہندوؤں کا گڑھ تھا ایک دینی درسگاہ قائم کی جو کہ دارالعلوم کے نام سے موسوم ہے۔ بحمد اللہ آج بھی یہ دارالعلوم اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں سے ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں طلباء فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں اور دینی خدمات انجام دیتے ہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اعلیٰ حضرت پر خاص نظر عنایت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت ایک درویش سے لی اور خدمت بھی ایسی لی جو اس وقت کے عالم نہ کر سکے وہ کام آپ نے کیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے اعلیٰ حضرت کی جاری کردہ تحریک آج بھی زندہ ہے۔ اور تاقیامت انشاء اللہ زندہ رہے گی۔

قیام پاکستان کیلئے آپ کی جدوجہد

جب ہندوستان میں کانگریس اور مسلم لیگ میں انتخابی مقابلہ ہو رہا تھا تو اعلیحضرت نے بمبئی سے جاری

ہونے والے اخبارات انقلاب۔ خلافت اور الہلال کے ذریعہ اپنے مریدین ومعتقدین کے لئے اعلانات جاری فرمائے کہ وہ اپنا اور اپنے تمام افراد کا ووٹ مسلم لیگ کو دیں۔ اعلیٰ حضرت ہندو قوم کی خصلت کو خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ ہندو ایک متعصب قوم ہے اور ہندو قوم کا ہمیشہ یہی نظریہ رہا ہے کہ کسی طرح بھی اسلام کو نقصان پہنچے ہندوؤں کی شدھی کی تحریک آپ کے پیش نظر تھی۔ آپ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اگر خدانخواستہ ہندو کامیاب ہو گئے تو وہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آنے والے حالات سے اولیاء اللہ جو کہ اللہ کا دوست ہوتا ہے آگاہ فرما دیتا ہے پارٹیشن کے بعد جو کچھ بھی ہندوستان میں مسلمانوں کے اوپر بیتی ہے وہ آپ کو سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ اس لئے آپ نے تمام مریدین ومعتقدین کے ووٹ مسلم لیگ کو دلوائے صرف ووٹ ہی نہیں دلوائے بلکہ آپ نے مسلم لیگ کو کامیاب کرایا۔ مسلم لیگ کو کامیاب کرانے کے لئے آپ نے جگہ جگہ طوفانی دورے فرمائے اور لوگوں سے مسلم لیگ کو ووٹ دلوائے آپ کے دوروں سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہندوستان کے ہر مسلمان نے مسلم لیگ کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی اور مملکت خداداد پاکستان عالم وجود میں آئی۔

علماء کانفرنس

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں ملتان شریف میں محبوب العلماء مولانا احمد سعید کاظمی صاحب مدظلہ العالی کے علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ کراچی سے مخدوم مولانا ناصر جلالی صاحب مرحوم۔ جناب مولانا ظہور الحسن صاحب درس اور اعلیٰ حضرت قبلہ عالم معہ اپنے

خلف اکبر صاحبزادہ میر ردمی صاحب کے شریک کانفرنس ہوئے اجلاس میں یہ طے پایا گیا کہ ایک جمعیت علمار پاکستان قائم کی جائے جیسے کہ ہندوستان میں جمعیت علمار ہند ہے۔ بمقام علمار کرام نے اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے وہیں جمعیت کی بنیاد ڈالی اد علامہ ابوالحسنات صاحب خطیب د امام مسجد وزیر خاں لاھور کو اتفاق رائے سے صدر جمعیت العلمار پاکستان چنا گیا۔ اور اعلیٰ حضرت شاہ قاتل رح کو دائمی جمعیت العلمار پاکستان برائے صوبہ سندھ و کراچی مقرر کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت شاہ قاتل رح نے کانفرنس سے واپسی کے بعد کراچی میں علماؤں کی کانفرنس طلب کی۔ مولانا ناصر جلالی مرحوم اور مولانا ظہور الحسن درس صاحب کے مشورہ سے دیگر علمار کرام کے صلاح و مشورہ کے بعد اتفاق رائے سے حضرت مولانا علامہ عبدالحامد بدایونی کو صدر جمعیت العلمار پاکستان برائے سندھ و کراچی منتخب کیا گیا

تعمیر مسجد نیو میمن مسجد واقع بولٹن مارکیٹ بندر روڈ جو کہ کراچی کی سب سے بڑی اور خوبصورت مسجد ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں اعلیٰ حضرت شاہ قاتل رح کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس مسجد کی تعمیر میں بہ نفس نفیس خود حصہ لیا اور اپنے مریدین کو ہدایت فرمائی کہ وہ لوگ بھی اس مسجد کی تعمیر میں جانی مالی بدنی طور سے حصہ لیں۔

خاص کر میمن مریدین نے حضرت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے آج اللہ کے فضل و کرم سے یہ شاندار مسجد کھڑی ہوئی آج ہمیں نظر آرہی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کا واقعہ بھی ایک عجب واقعہ ہے۔

سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بھی اپنے دوستوں سے خدمت لینا چاہتا ہے تو اس کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک روز اعلیٰ حضرت قبلہ عالم چھاگلہ سٹریٹ طیب اینڈ موسیٰ کمپنی کے اندر تشریف فرما تھے کہ سیٹھ حاجی ابراہیم صاحب لدھا آپ کو تلاش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت کے سامنے ایک اسکیم پیش کی اور عرض کی کہ حضرت میں چاہتا ہوں کہ پرانے قبرستان واقع بولٹن مارکیٹ سے متصل جو میدان ہے۔ اس پر ایک مسجد تعمیر کی جائے کیا شریعت اس امر کی اجازت دیتی ہے کہ پرانے قبرستان پر مسجد تعمیر ہو سکے چونکہ آپ عالم تھے جامع ازھر سے آپ نے سند علوم حاصل کی تھی جیسا کہ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہاں شریعت اجازت دیتی ہے اس ضمن میں دوسرے علمار کرام سے بھی آپ کو فتوٰی لے کر دے سکتا ہوں پھر آپ نے سیٹھ محمد چینائی کو بلایا اور فرمایا کہ آپ اور حاجی صاحب دونوں مل کر مسجد کی تعمیر کے لئے کوشش کریں۔ اور اعلیٰ حضرت خود بھی بہ نفس نفیس جدوجہد فرماتے رہے۔ اسی میدان پر آدھے حصے پر ایک غیر مقلد پارٹی کا قبضہ تھا جو کہ مولانا محمد صادق کھڈے والی کی پارٹی تھی۔ ان لوگوں نے یہاں مسجد کی تعمیر پر مخالفت کی آپ نے ہر چند سمجھایا مگر یہ پارٹی نہیں مانی۔ آپ نے علمار کرام سے فتوٰی حاصل فرمایا کہ جس قبرستان کو ایک صدی گزر چکی ہو اور موجودہ طور پر قبرستان نہ ہو وہاں مسجد تعمیر ہو سکتی ہے۔ یہ فتوٰی لیکر آپ نے مسجد کے کارکنوں کو دیئے کہ وہ لوگ اس پارٹی کو دکھائیں۔ کارکنان مسجد نے وہ فتوے اس پارٹی کو دکھائے۔ مگر وہ پارٹی پھر بھی نہیں مانی مجبوراً آپ نے

مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۴۹ء مطابق ۹ رمضان المبارک بعد نماز فجر پولیس کی وساطت سے حضرت قبلہ عالم نے معہ اپنے مریدین و معتقدین کے بمعہ سیٹھ محمد چینائی سیکرٹری نیو میمن مسجد کمیٹی اور سیٹھ حاجی ابراہیم اوجھ صاحب صدر نیو میمن مسجد کمیٹی کے ایک جم غفیر کے ساتھ پورے میدان پر قبضہ کر لیا۔ مخالف پارٹی کو وہاں سے بھگا دیا گیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ بہ نفس نفیس تمام دن وہاں موجود رہے مسجد کی بنیاد اعلیٰ حضرت کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ الحمد اللہ آج یہ مسجد پوری کراچی میں اپنی مثال آپ ہے اور کیوں نہ ہو جس کی بنیاد ایک اللہ دوست کے ہاتھوں رکھی گئی ہو۔

اخلاق حمیدہ

سلطان الاولیا۔ دلیل الاتقیاء۔ محبوب یزدانی عارف ربانی۔ پیشوائے سالکین رہنمائے تابین۔ امام اہل شریعت پیشوائے اہل طریقت۔ قطب الاقطاب۔ سلطان سندھ حضرت شاہ قاتلؒ آسمان ولایت پر روشن قمر بن کر چمکے۔ آپ کے قدم مبارک جس جگہ بھی پڑے وہاں قیامت تک کیف و سرور کے چشمے پھوٹتے رہیں گے۔ جو بھی بات زبان مبارک سے نکلی وہ داستان حیات بن گئی اور جو بھی اشارہ کیا وہ اہل دل کے لئے ایک سبق بن گیا آپ آسمان روحانیت پر آفتاب و ماہتاب بن کر اس طرح چمکے کہ ایک عالم منوّر ہو گیا اور اس اجالے سے لاکھوں اندھیارے دلوں نے راہ نجات پائی۔ آپ کی مجلسیں دکھی دلوں کی دارالعلاج تھیں آپ نے علم عرفان کے وہ دریا بہائے کہ لاکھوں تشنہ لبوں نے اپنی پیاس بجھائی اللہ تعالیٰ نے آپ کو منبع اخلاق بنایا تھا۔ آپ بہت ہی

نرم مزاج خوش خلیق خوش طبیعت واقع ہوئے تھے۔ جب بھی کسی سے گفتگو فرماتے ہمیشہ آہستہ اور شیریں زبان سے گفتگو فرماتے اگر کسی ضرورت کے تحت آپ کہیں جارہے ہوں اور راستہ میں کوئی جان پہچان کا آدمی کبھی مل جاتا تو اس وقت تک آپ وہاں سے قدم آگے نہیں بڑھاتے جب تک کہ وہ شخص خود اجازت لے کر نہ چل دیتا خواہ آپ کا کتنا ہی نقصان ہوتا۔ مگر چلنے میں آپ پہل کبھی نہیں کرتے۔ ہاتھ ملاتے وقت اگر کوئی شخص آپ کے دست مبارک کو تھام لیتا تو کبھی آپ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے۔ آپ کبھی اپنے چہرہ مبارک پر خفگی کے آثار نہ پیدا ہونے دیتے تاکہ دوسرے کو محسوس نہ ہو۔ اگر کسی کو آپ نے غمزدہ دیکھ لیا تو اس کو دیکھ کر آپ بھی ملول ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے زبان میں ایسی شیرینی عطا فرمائی تھی کہ جو بھی آپ کو ایک دفعہ مل لیا تو ہمیشہ کے لئے آپ کا گرویدہ ہو جاتا دوبارہ ملاقات کا متمنی رہتا۔

ہمیشہ بڑوں کی عزت اور بچوں پر شفقت فرمایا کرتے۔ یتیموں سے محبت فرماتے۔ گھر پر اگر کوئی مہمان آجاتا تو اس کی خدمت خود بجا لاتے مہمان کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانا پانی پلانا یہ سب خدمت خود ہی انجام دیتے۔ اکثر مریدین اور گھر والے آپ سے عرض کرتے کہ حضرت ہمیں اجازت دیں ہم خدمت کریں گے آپ جواباً ارشاد فرماتے کہ مہمان میرے ہیں اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت واطوار کے مطابق خود اپنے مہمان کی خدمت کروں گا۔ کتنا ہی دہریہ قسم کا آدمی اگر

اعلیٰ حضرت کے سامنے آجاتا تو تھوڑی دیر بعد ہی وہ اثر لے کر اٹھتا تھا
کہ ہمیشہ کے لئے توبہ ہی کرے بن آتی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر خوبی سے نوازا تھا۔ یہ آپ کے اوصاف حمیدہ اور تعلیمات
شریف کا ہی اثر تھا کہ آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے وقت پوری دنیا
میں آپ کے مریدین کی تعداد سوا لاکھ تھی آپ نے اپنی پوری زندگی پیروی سنت
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق گذاری۔ کبھی سنت نبوی
کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ہمیشہ سنت نبوی کے مطابق چلے اور مریدین کو
چلنے کی ہدایت فرماتے رہے۔

اعلیٰ حضرت کے اخلاق و عادات ہر شخص کے ساتھ یکساں طور پر
قائم و جاری تھے وہ جہاں تک زہد وارتقا رشد و ہدایت فرماتے
تبلیغ دین ان کی زندگی کا جزو لاینفک تھا۔ ہزاروں افراد کو آپ
کی ذات بابرکات سے فیض روحانی و علمی سے سرفراز ہونے کا
موقع ملا۔

اعلیٰ حضرت قبلہ عالم کی ذات بابرکات علم و فضل ۔مسلک تصوف و روحانیت
کے اعتبار سے اور عام و خواص اطوار سے خدمت خلق۔ تبلیغ دین
اسلام سے نمونہ سلف تھے آپ کی ذات گرامی سرتابہ پا اسوۂ رسالت پناہ
اور طریق بزرگان دین کے پیرو کار تھے۔

اولاد

اعلیٰ حضرت شاہ قاتل رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ صاحبزادے
اور سات صاحبزادیاں ہوئیں۔

صاحبزادہ اوّل ۔ حضرت شاہ سید میر محمد شہید احمد شاداں تھے جن کا مزار پاک اجمیر شریف میں ہے۔

صاحبزادی ثانی ۔ قبلہ ما سردار کاملین ۔ امیر طریقت الہدیٰ شریعت حضرت سید میر محمد رضاء الانبیا صاحب المتخلص بہ میر روحی لکھنوی ادام اللہ اجلالہٗ علی رؤس الطالبین والمریدین سجادہ نشین حضرت قطب الاقطاب سلطان سندھ حضرت شاہ قابل رح آپ کراچی کریم آباد میں رونق افروز ہیں۔

صاحبزادہ ثالث حضرت سید میر محمد ضیاء الانبیاء صاحب تھے جن کا مزار پاک اجمیر شریف میں ہے۔

صاحبزادہ رابع حضرت سید میر محمد نثار الانبیار صاحب ہیں۔ آپ بھی نیو کراچی میں سکونت فرمائے ہوئے ہیں

صاحبزادہ خامس ۔ حضرت سید میر محمد ثناء الانبیار صاحب ہیں۔ آپ بھی عزیز آباد کراچی میں رونق افروز ہیں۔

کرامات معجزہ و کرامات برحق ہیں اور ان کا انکار کفر و فسخ ہے۔ معجزہ و کرامات اوہام پرستوں کا تماشہ نہیں ہے بلکہ حکمت الٰہی کے رازوں میں سے ایک راز ہے تمام علمار اہل سنت والجماعت معجزات و کرامات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کرامات اولیار اللہ سے صادر ہوتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت شاہ قابل رح سے بھی بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اگر پوری کرامتیں جو کہ راقم الحروف کے علم میں ہیں تحریر کر دوں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ مگر چند ایک

کرامات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

کرامات ۱ اندھے کی بصارت لوٹ آئی۔

ایک واقعہ جناب سید محمد علی ازہری صاحب نے اپنے ۴ر جنوری ۱۹۵۱ء کے ایک مکتوب میں تحریر کیا ہے۔

لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں۔ میں جب طالب علم تھا ایک روز حضرت قبلہ عالم شاہ قاتل رح درگاہ حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز میں بعد نماز جمعہ حاضر ہوئے۔ اور اسی وقت ایک شخص جو کہ نابینا تھا آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں آپ کا نام نامی سن کر آیا ہوں اور چاہتا یہ ہوں کہ میری آنکھوں کی بینائی لوٹ آئے آپ نے نابینا کی گفتگو سن کر اس کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیرا معاً اس کی بصارت عود کر آئی اور اسے نظر آنے لگا۔

کرامات ۲ مردہ زندہ ہوگیا

یہ واقعہ احمد آباد گجرات بھارت کا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا قیام محفل خانہ میں تھا آپ کی ایک معتقد ہندو عورت جس کا نام سرسوتی تھا آپ کی خدمت اقدس میں برائے حاضری حاضر ہوئی اس عورت کے ساتھ اس کا ایک بچہ بھی تھا جس کا نام دلو تھا جس کی عمر تقریباً ڈھائی سال کی تھی۔ اتفاقاً وہ بچہ محفل خانہ کی بالائی منزل سے کھیلتے ہوئے نیچے گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ اس وقت آپ آرام فرما رہے تھے۔ اس عورت نے جب اپنے بچہ کو دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو

وہ عورت رونے پیٹنے لگی اس کے شور کی آواز جب آپ تک پہنچی تو آپ نیچے تشریف لائے اور اس عورت نے جب آپ کو دیکھا تو روتے ہوئے کہنے لگی کہ حضرت میں تو آپ کی زیارت کے لئے آئی تھی مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا بچہ یہاں آکر مر جائے گا آپ نے اس بچہ کی لاش پر اپنا رومال ڈال دیا اور مراقبہ فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بچہ جو کہ مر چکا تھا زندہ ہو گیا اور اُدھر پورے اجمیر شریف میں آپ کے صاحبزادہ ثالث سید میر محمد ضیاء الانبیاء جو کہ تقریباً ۲½ سال کے تھے اُن کا انتقال ہو گیا۔ وہ لڑکا دیو آج بھی زندہ ہے اور جنگلات میں سادھو بن کر اپنی زندگی گزار رہا ہے۔

کرامات ۳ — آپ کا محفل سماع میں شامل ہوتے ہوئے بھی اپنی ڈیوٹی کا انجام دینا

مولانا جان بخش محمد بہشتی سکنہ ڈرگ روڈ کینٹ نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم ریلوے میں گارڈ تھے اور بہشتی تھا میں نے تقریباً ۲۰ سال کا عرصہ حضرت کی صحبت میں گذارا۔ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کو ٹرین لے کر اجمیر شریف جانا تھا اور گاڑی شام کو جانی تھی جبکہ گاڑی کا وقت نزدیک تھا اور آپ اپنی ڈیوٹی پر جانے کے لئے تیاری کر رہے تھے اور کچھ مریدین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ سرکار شام کو محفل شریف کا انتظام کیا گیا ہے اور حضور سے استدعا ہے کہ آپ محفل شریف میں شرکت فرمائیں۔

آپ نے وعدہ فرما لیا۔ آمد وقت مقررہ پر محفل شریف میں شرکت فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو کہ اعلٰحضرت کی ذات بابرکات سے بغض وحسد رکھتے تھے جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت محفل میں تشریف فرما ہیں۔ اور اپنی ڈیوٹی پر نہیں گئے مگر گاڑی اپنے وقت معینہ پر جا چکی تھی۔ ان لوگوں نے حکام بالا سے شکایت کی کہ جناب حضرت شاہ قابل رح اپنی ڈیوٹی صحیح نہیں بجا لاتے جب دیکھو محفل میں بیٹھے رہتے ہیں اور آج بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ آج ان کی ڈیوٹی کا دن تھا اور انہیں گاڑی کے ساتھ جانا تھا مگر وہ نہیں گئے تو حکام بالا نے پوچھا کہ گاڑی کے ساتھ کون گارڈ جا رہا ہے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ معلوم نہیں کون گیا ہے۔ گاڑی کافی اسٹیشن سے آگے نکل چکی تھی جب معلوم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ شاہ قابل رحمتہ اللہ علیہ جا رہے ہیں۔ جب ان لوگوں کو معلوم ہوا تو حیران ہوئے کہ عجیب ماجرا ہے کہ آپ یہاں بھی موجود ہیں اور ڈیوٹی بھی بدستور انجام دے رہے ہیں تو وہ لوگ بہت شرمندہ ہوتے اور حضرت کے پیروں پر گر پڑے

کرامات ۴ | ایک شرابی کا توبہ کرنا اور بیعت سے مشرف ہونا

کراچی شہر میں سیٹھ محمد اسحاق صاحب قصاب موجود ہیں ان کے پاس منشی محمد حنیف صاحب سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے سے پہلے بحیثیت ڈرائیور کے کام کرتے تھے سیٹھ محمد اسحاق اور منشی محمد حنیف صاحب

دونوں اوّل درجے کے شرابی تھے۔ دونوں کا کام صرف یہ تھا کہ دن بھر کی آمدنی نوکروں سے جمع کی اور شام کو شراب پی کر طوائفوں میں پہنچ جاتے رات بھر وہیں پڑے رہتے صبح کو اپنے گھر واپس آجاتے۔ اعلیٰحضرت قبلہ عالم جب کراچی تشریف لائے تو سیٹھ محمد اسحاق کو معلوم ہوا کہ اجمیر والے پیر صاحب کراچی تشریف لائے ہیں۔ آپ کراچی میں اجمیر والے پیر صاحب کے نام سے مشہور تھے تو سیٹھ اسحاق صاحب نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا فیصلہ کیا جب شام ہوئی تو سیٹھ اسحاق نے منشی حنیف سے کہا کہ آج ہم بالاخانے کی طرف نہیں جائیں گے تو منشی محمد حنیف نے کہا کہ پھر آج کہاں جائیں گے۔ تو سیٹھ محمد اسحاق نے کہا کہ اجمیر والے پیر صاحب آئے ہوئے ہیں آج ہم حاضری دینے وہاں جائیں گے۔ الغرض یہ دونوں حضرات شام کو اعلیٰحضرت کی خدمت اقدس میں پہنچے تو وہاں محفل ہو رہی تھی۔ منشی محمد حنیف صاحب حالت نشہ میں حضرت کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ اسی وقت ایک بچے کو کیفیت ہوئی تو منشی محمد حنیف کہنے لگے کہ یہ بچہ تو بڑا اچھا ڈانس کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم نے منشی جی کے منہ سے یہ الفاظ سن لئے تھے آپ نے منشی جی پر ایک ضرب ماری بس ضرب کا لگنا تھا کہ منشی جی پر کیفیت طاری ہوئی کیفیت کی حالت میں ان کی جیب میں شراب کی بوتل تھی وہ بھی نیچے گر کر ٹوٹ گئی۔ کانچ کے ٹکڑے جو منشی جی کو لگے تو منشی جی زخمی ہو گئے جب منشی جی کو ہوش آیا تو وہ حضرت کے قدموں میں گر پڑے اور معافی طلب کرنے لگے۔

اعلیٰحضرت قبلہ عالم نے منشی جی کو معاف فرمایا معافی کے بعد منشی جی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے اور اپنی بقیہ زندگی اعلیحضرت کی غلامی میں گزاری۔

کرامات ۵ — آپ کا مرنے کے بعد ایک عالم دین کو مرید کرنا۔

حضرت مولانا محمد عمر شاہ صاحب روحی نے رسالہ الروحی میں یہ واقعہ تحریر فرمایا ہے۔

لکھتے ہیں کہ مولوی محمد صدیق صاحب ایک جید عالم تھے اور رجے پور میں قیام فرما تھے ۱۹۲۶ء میں مرض سرسام میں مبتلا ہوئے۔ حالت مرض میں انھیں کچامن روڈ اس خادم کے یہاں لایا گیا اور یہاں ان کا کافی علاج کرایا گیا مگر جانبر نہ ہوسکے۔ انتقال سے دو روز بیشتر میری ہمشیرہ یعنی اپنی اہلیہ محترمہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ سنو گواہ رہنا کہ اپنے عقائد سے توبہ کرتا ہوں اور اولیاء اللہ اور بزرگان دین پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ لوگ واقعی حق پر ہیں۔ تم گواہ رہنا ان الفاظوں کے بعد ان کی زبان بند ہوگئی۔ شدت مرض کی وجہ سے کبھی کبھی منہ سے چیخ نکل جاتی تھی۔ حالت نزع میں اس خادم اور دیگر عزیز و اقارب نے کلمۂ طیبّہ کی تلقین کی مگر مولوی صاحب کی زبان سے کلمۂ طیبّہ ادا نہ ہوسکا کیونکہ زبان گویائی نہیں تھی لیکن ان کا تنفس بہت زور سے جاری تھا اور اسی حالت میں راہی ملک بقا ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ خادم کو ان کے مرنے کا جو کچھ بھی صدمہ گزرا اس سے زائد صدمہ اس امر کا تھا۔

کہ عالم دین کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ دم آخر ان کی زبان سے کلمہ طیبہ ادا نہ ہو سکا اور اس کے باعث خادم مغموم رہا کرتا۔ ہفتہ عشرہ گذرنے پر ایک شب خواب میں دیکھتا ہے کہ مولوی صاحب اور میری ہمشیرہ صاحبہ کسی مکان میں سکونت پذیر ہیں اور یہ خادم اپنے آقا و مولا کے ہمراہ وہاں پہنچتا ہے۔ اور مولوی صاحب کو حضرت قبلہ کے دست حق پر بیعت ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ میری اس دعوت کو مولوی صاحب نے منظور کر لیا۔ لہذا حضرت قبلہ ان کو بیعت فرما کر واپس تشریف لے جاتے ہیں اور جاتے وقت خادم کو حکم دیا۔ کہ مولوی صاحب کو ذکر شریف کی تلقین کرو حسب الحکم اس خادم نے مولوی صاحب کو ذکر خفی کی تلقین کیا اور مولوی صاحب نے جو محویت کے ساتھ ذکر کرنا شروع کر دیا اور یہاں تک کہ اسی حالت میں اُن کا دم آخر ہو گیا۔ گویا اس طریقے سے حضرت قبلہ عالم نے اس خادم کی تسکین فرمائی۔ کہ آپ نے غائبانہ طور پر مولوی صاحب کو بیعت فرما لیا تھا۔ اور وہ حالت نزع میں پاس انفاس کے ذکر خفی کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

کرامات ۶ رُکی ہوئی ریل گاڑی چل پڑی

ایک اور واقعہ مولانا جان محمد صاحب بہشتی نے بتایا کہ یہ واقعہ سنہ ۱۹۳۲ء کا ہے۔

گاڑی دہلی سے اجمیر شریف جا رہی تھی۔ فلیرہ جنکشن پر ایک مجذوب درویش رہا کرتے تھے وہ درویش اسٹیشن پر ہی رہا کرتے

اس دن نہ معلوم وہ مجذوب کیسے گاڑی کے نیچے آگئے اور ان کی داہنی ٹانگ گھٹنے کے اوپر سے کٹ گئی۔ وہ درویش مجذوب وہاں سے ہٹ کر سگنل کے پول کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے تکلیف کی شدت تھی گاڑی اسٹیشن سے چلی اور وہاں جاکر رک گئی لوگ مسافر نیچے اترے تو دیکھا کہ مجذوب درویش کی ٹانگ کٹی ہوئی ہے۔ اور وہ کھمبے کے ساتھ لگے بیٹھے ہیں۔ ریلوے کے عملے نے مجذوب کو وہاں سے اٹھایا اور اسپتال لے گئے وہاں اُن کو داخل کرلیا گیا اب جو گاڑی کو ڈرائیور نے چلانے کی کوشش کی تو گاڑی نہیں چلتی۔ دوسرا انجن لاکر لگایا گیا مگر گاڑی پھر بھی نہیں چلی جب اس واقعہ کی اعلیٰ حضرت کو اطلاع ہوئی تو آپ جائے وقوع پر پہنچے اور ریلوے کے افسران سے مخاطب ہوئے کہ اس مجذوب کو یہاں لایا جائے اور گاڑی میں بٹھا کر اجمیر لے جایا جائے

آپ کے فرمان کے مطابق ریلوے کا عملہ اسپتال سے اُس مجذوب کو واپس لے آیا۔ آپ نے سب کو وہاں سے ہٹا دیا اور مجذوب سے کچھ کہا۔ اس کے بعد ریلوے کے عملے والوں سے کہا کہ مجذوب کو گاڑی میں بٹھا دیا جائے۔ جب مجذوب کو گاڑی میں بٹھا دیا گیا تو پھر آپ نے ڈرائیور سے فرمایا کہ انجن اسٹارٹ کرے جب ڈرائیور نے اسٹارٹ کیا تو گاڑی چل پڑی۔

کرامات — غیبی امداد فرمائی گئی

محمد قاسم بھائی جو کہ رنگ چونے کا کام کرتے ہیں اور کراچی میں رہائش اختیار کر چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۹۴۵ء میں ہماری رہائش آرام باغ گاڑی کھاتہ میں تھی۔ اس وقت میری عمر ۱۸ سال کی تھی۔ میری والدہ اعلیٰ حضرت کے دست مبارک پر بیعت ہو چکی تھیں اور میں بھی حضرت کے غلاموں میں سے تھا۔ ہماری گھریلو زندگی نہایت ہی کسمپرسی کی حالت میں گذر رہی تھی۔ انہی ایام کا واقعہ ہے کہ جام نگر سے میری شادی کا پیغام آیا اور خط میں لکھا تھا کہ جلد آکر شادی کر کے لے جاؤ۔ میری والدہ بہت پریشان ہوئیں۔ کہ یا اللہ گھر میں کھانے کو نہیں ہے شادی کے اخراجات میں کیسے پورے کروں گی۔ مجبوراً میری والدہ نے اپنی پریشانی سب اعلیحضرت کے سامنے بیان کی۔ اعلیحضرت نے میری والدہ کی باتیں سن کر کچھ دیر سکوت فرمایا پھر میری والدہ سے فرمایا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ سب بند و بست کرے گا میری والدہ نے عرض کیا کہ حضرت گھر میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ جاؤ خود تمہارے گھر پر دینے والا آکر دے جائے گا آخر وہی ہوا جیسا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا کہ دلال ماسٹر جن کے پاس میں کام کرتا تھا وہ ہمارے گھر آئے اور اتنا پیسہ بغیر مانگے دے گئے کہ بڑے آرام سے جام نگر

جا کر شادی سے فارغ ہو کر کراچی سے واپس آ گئے یہ سب حضرت کی دعا کا اثر تھا۔

شعر و شاعری

صاحب قرآن حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی تعلیمات کی روشنی میں اگر ہم شاعری و شعر گوئی کے متعلق دیکھیں تو قرآن مجید میں سورہ شعراء میں جہاں عہد نبوی کے کفار مشرکین شعرا کی مذمت کی گئی ہے تو اس کے برعکس آگے چل کر اسلامی شعراء اسلامی شاعری و شعر گوئی کی تعریف فرما کر ایماندار صفی شاعروں اور ان کی شعر گوئی کو اس مذمت سے مستثنیٰ کر کے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی گئی ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام میں بعض ہستیاں شاعری و شعر گوئی میں پورا کمال رکھتی تھیں۔ مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب۔ حضرت نابغہ جوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاعری و شعر گوئی کا حال ہمیں احادیث نبویہ کی روشنی میں ملتا ہے صوفیائے کرام کی شاعری میں درد۔ سوز۔ عشق و محبت خالص للہی باطنی کیفیات کا صحیح عکس ہیں۔

اعلیٰ حضرت شاہ قابل رح کو بھی شعر و شاعری سے خاص لگاؤ تھا ابتدا میں آپ صنم تخلص فرماتے تھے اور کچھ عرصہ بعد آپ نے اپنا تخلص

صنم سے بدل کر قاتلؔ رکھ لیا۔ اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم کے جو اس دور کے ہم عصر شعراء اساتذہ فن اہل کمال حضرات تھے۔ ان میں حضرت ڈپٹی امام الدین صاحب اثرؔ اجمیری سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ۔ جناب نواب شمس الدین خاں بسملؔ اجمیری نواب آف کمہار باڑہ۔ جناب عاشق حسین صاحب۔ علامہ سیمابؔ اکبرآبادی جناب منشی محمد حسین صاحب خاکؔ اجمیری۔ جناب منشی وزیر حسین صاحب جناب منشی محمد ایوب صاحب باغؔ اجمیری۔ جناب مولانا عبدالمعبود صاحب معینی اجمیری تھے۔

فن شاعری میں نہ صرف آپ نے اجمیر شریف میں اور اس کے گرد و نواح میں خوب شہرت پائی بلکہ شعراء کرام نے ایک خاص نشست میں آپ کو سیف الکلام کا خطاب دیا۔

اعلیٰ حضرت شاہ قاتلؔ رحمتہ اللہ علیہ جب بیعت سے مشرف ہوئے تو آپ نے محبت کے جذبے کے تحت اپنے آقا و مرشد مولانا و مقتدانا محمد عبدالشکور قدس اللہ سرہٗ العزیز کی شان مبارک میں رباعی ارشاد فرمائی ؎

یہ بات سچ ہے کہ ہم پایہ تصور ہیں کم پھر ایسے جو کامل بھی ہوں ضرور ہیں کم
کلام حق سے یہ ثابت ہوا ہے اے قاتلؔ خدا کے بندے تو بہت ہیں مگر شکور ہیں کم

اس رباعی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے پیر و مرشد کی ذاتِ بابرکات سے کس درجہ والہانہ محبت تھی کہ آپ اپنے مرشد کے سامنے کسی دوسرے کو

خاطر میں نہ لاتے تھے اسی طرح سے جب اعلیٰ حضرت قبلہ عالم کو آپ کے آقا مرشد نے خلافت اور اجازت بیعت سے نوازا تو آپ نے اجازت وخلافت کی سرفرازی فرمانے کے بعد ذیل کی رباعیاں ارشاد فرمائیں۔

بیعت کی اجازت جو بہ توقیر ملی ۔۔۔ قائل مجھے خلعت جہانگیر ملی
اب آئی سمجھ میں وجہ خلق آدم ۔۔۔ فی الارض خلیفہ کی یہ تفسیر ملی

اب کیا بتاؤں کہ مجھے مرشد نے کیا دیا ۔۔۔ دل میں جو تھی امید کچھ اس سے سوا دیا
قائل اسی کو کہتے ہیں ذرہ نوازیاں ۔۔۔ دم بھر میں اک مرید کو مرشد بنا دیا

حضرت کے کلام کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں جن سے آپ کی والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

نعت شریف در شان اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اے خیر امم امت سلطان مدینہ ۔۔۔ دل سے نہ مٹے امت سلطان مدینہ
ادنیٰ سے اشارے پہ ہوئی بخشش امت ۔۔۔ اے صل علیٰ رحمت سلطان مدینہ
ہے بعد خدا مرتبت ختم رسالت ۔۔۔ یہ نام خدا عظمت سلطان مدینہ
کیا طور کے جلووں کی کروں گا میں تمنا ۔۔۔ حاصل ہے مجھے رویت سلطان مدینہ
ایمان جسے کہتے ہیں وہ الفت ہے نبی کی ۔۔۔ مل جائے جسے نعمت سلطان مدینہ
تا حشر اسی غم میں سیاہ پوش ہے کعبہ ۔۔۔ مکہ سے ہوئی ہجرت سلطان مدینہ
ہوتی رہی محشر میں ادا حشر کی رسمیں ۔۔۔ ہم تکتے رہے صورت سلطان مدینہ
خاموشی قیامت کی قیامت میں ہے قائل ۔۔۔ یہ رعب ہے یہ ہیبت سلطان مدینہ

منقبت شریف در شان اقدس پیران پیر دستگیر حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رح

یا غوث کسی مظلوم نے جب مشکل میں تمہارا نام لیا
اس شان جلالت کے صدقے اس گرتے ہوئے کو تھام لیا
تسنیم کے کوثر کے مزے دنیا میں وہ لوٹے بیٹھے ہیں
اس میکدۂ جیلانی سے جن بادہ کشوں نے جام لیا
اک ہم ہیں کہ ہم نے خالق سے جنت مانگی کوثر مانگا
اک تم ہو کہ تم نے خالق سے عرفان لیا اسلام لیا
وہ تم نے دکھائی شان عطا بخشے گئے سارے جرم و خطا
محشر میں تمہاری الفت کا اللہ سے یہ انعام لیا
ممنونِ کرم ہیں جن و بشر سب کہتے ہیں جس کو غوث کا در
کونین میں ہم نے اے قائل سرچشمۂ فیض عام لیا

تفویض سجادگی

۱۹۵۰ء میں حضرت رضا الاولین والآخرین مقتدنا و مولانا حضرت شاہ محمد نبی رضا، قدس اللہ سرہٗ کا عرس پاک منعقد تھا مورخہ ۲۴؍ ربیع الاول کو عرس پاک میں حضرت قبلہ عالم کے خلفاء اور مریدین کا کثیر اجتماع تھا۔ اس مبارک موقع پر اپنے مریدین خلفاء صاحبان کے سامنے اعلیٰ حضرت قبلہ عالم نے اپنے خلف اکبر حضرت صاجزادہ سید میر محمد

رضا الانبیاء صاحب روحی دامم برکاتہم کو اپنا جانشین و سجادہ ہونے کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ ہمارے بعد ہمارے قائم مقام جانشین سے ہمارے جملہ وابستگانِ دامنِ ارادت وعقیدت و اہل سلسلہ عالیہ رجوع فرمائیں اور تسلیم کریں۔ حیدرآباد سندھ۔ میرپور خاص۔ ٹنڈو آدم و کراچی میں اہل سلسلہ کے اجتماعات ہوئے اور سب مقامات کے اہل سلسلہ عالیہ نے یہ رونق افروزی حضرت قبلہ عالم رح کے صاجزادے و سجادہ کی خدمت میں نذرات سجادگی پیش کرنے کی سعادت حاصل کیں۔

وصال شریف

نومبر ۱۹۵۰ء سے آپ کی طبیعت بتقاضائے سن وصال اور فتق کے عارضہ کی وجہ سے نسبتاً کمزور ہوتی گئی۔ مگر آپ کی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی سے آپ ان حالات میں بھی اکثر تبلیغ سلسلہ عالیہ شریف کے لئے دو دو دن پر مختلف شہروں میں تشریف لے جاتے تھے چنانچہ آپ کوئٹہ تشریف لے گئے کوئٹہ میں بھی عارضہ فتق کی وجہ سے آنت اتر آئی۔ آپ کچھ عرصہ کوئٹہ میں قیام پذیر رہے اور صحت ہونے پر واپس کراچی تشریف لے آئے اور پھر چند روز قیام کے بعد آپ ٹنڈو آدم تشریف لے گئے وہاں ایک مرتبہ پھر آنت اتر آئی لیکن تھوڑی سی کوشش کے بعد پھر اپنے مقام پر آگئی تھی تکلیف

میں بھی آفاقہ ہو گیا تھا۔ آپ نے بعد صحت یابی چہار شنبہ کے روز غسل صحت فرمایا اور فاتحہ کی تیاری ہوئی لیکن غسل فرمانے کے بعد جب آپ غسل خانے سے باہر تشریف لا رہے تھے تو اچانک پھر آنت اتر گئی اور اس بار اس شد و مد سے اتری کہ کسی بھی طریقے سے واپس اپنے مقام پر نہیں بیٹھی۔ ڈاکٹروں حکیموں نے ہر ممکن کوشش کی کہ آنت واپس اپنی جگہ بیٹھ جائے مگر نہ بیٹھی۔ جب تکلیف شدید صورت اختیار کر گئی تو علی محمد چیف پی ٹی آفیسر نیوی نے جو کہ بغرض زیارت حضرت قبلہ عالم رح کے ٹنڈو آدم حاضر ہوئے تھے۔ فوراً کراچی آکر حضرت قبلہ عالم رح کے خلف اکبر پیر میر رومی صاحب قبلہ دام برکاتہم کی خدمت میں یہ اندوہناک اطلاع کی کہ ٹنڈو آدم میں حضرت قبلہ عالم رح کی حالت بہت نازک ہے۔ شدت تکلیف کی وجہ سے کبھی آپ بیہوش ہو جاتے ہیں اور کبھی ہوش میں آ جاتے ہیں چنانچہ یہ روح فرسا خبر سن کر حضرت پیر میر رومی صاحب معہ حضرت مولانا سید فرزند علی شاہ صاحب علوی مرحوم و مغفور اجمیری قادری قائلی جو کہ حضرت قبلہ عالم رح کے حقیقی خواہر زادے اور خلیفہ مجاز تھے ٹنڈو آدم تشریف لے گئے ٹنڈو آدم پہنچنے پر معلوم ہوا کہ جناب محمد عمر شاہ صاحب رومی جو کہ حضرت قبلہ عالم رح کے خلیفہ ہیں۔ ایک ڈاکٹر کو لے کر حیدرآباد سے آئے ہیں مگر ان کی کوشش سے بھی کچھ نہ ہو سکا ٹنڈو آدم میں مقامی طور پر جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن شاہ صاحب بھی

جو کہ حضرت قبلہ عالمؒ کے خلیفہ ہیں انہوں نے بھی بہت کوشش کی مگر کچھ سودمند نہ ہو سکی۔ چنانچہ ایسے حالات میں جبکہ حضرت قبلہ عالمؒ کو کسی طبی یا ڈاکٹری علاج سے جب فائدہ نہ ہوا تو حضرت پیر میر بروی صاحب قبلہ عالمؒ کو کراچی لا کر طبی امداد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور ٹنڈو آدم سے بذریعہ ٹرین حضرت قبلہ عالمؒ کو کراچی لے آئے جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن شاہ صاحب بھی ہمراہ تھے حیدرآباد ٹیلی گرام دیا جا چکا تھا حیدرآباد اسٹیشن پر جناب محمد عمر شاہ صاحب روحی ایک ڈاکٹر سید عالم شاہ صاحب کو اپنے ہمراہ لائے تھے۔ یہ ڈاکٹر بھی حیدرآباد سے شریک سفر ہوئے۔ انھوں نے بھی اعلیحضرت کو دیکھا۔ کراچی پہنچتے ہی ڈاکٹر شمیم ایم ڈی ہومیوپیتھ و دیگر ڈاکٹر صاحبان کو مشورے کے لئے طلب کیا گیا۔ تمام ڈاکٹروں نے بالاتفاق رائے یہ طے کیا کہ اگر فوری طور پر آپریشن نہ کیا گیا تو جو آنت باہر آئی ہے وہ بڑھ جائے گی اس لیے کہ آنت کو باہر آتے ہوئے تین شبانہ روز ہو چکے ہیں مزید بارہ گھنٹے اگر آنت باہر رہی تو زہریلا مواد پیدا ہو جائے گا۔ لہٰذا فی الفور ڈاکٹروں کی رائے پر عمل کیا گیا اور سول اسپتال میں سول سرجن ڈاکٹر حبیب پٹیل نے حضرت قبلہ عالمؒ کا آپریشن کیا یہ آپریشن کامیاب رہا مگر حضرت قبلہ عالمؒ کو ہوش نہیں آیا تمام دن ڈاکٹر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے۔ آپریشن کے بعد آپ بیس گھنٹے اور چند منٹ عالم بیہوشی میں رہے اس وقت جو لوگ بغرض عیادت

حضرت قبلہ عالم رح کے گرد و پیش موجود تھے وہ دیکھ رہے تھے کہ حضرت قبلہ عالم رح کے سینۂ مبارک میں ذکر قلبی جاری ہے۔

بروز ہفتہ ۹ دسمبر ۱۹۵۰ء مطابق ۲۸ صفر المظفر بعد نماز عشاء آپ نے بہ آواز بلند اللہ فرمایا اور جان بحق تسلیم ہوئے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

اعلان وصال شریف

اسی شب سلسلہ عالیہ کے محفل خانہ میمن محلہ گاڑی احاطہ آرام باغ کے قریب فیروز شاہ اسٹریٹ دار العلوم امجدیہ کی جانب اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رح کا عرس شریف بہ اہتمام شمس العلماء جناب مفتی ظفر علی صاحب بریلوی نہایت عظیم الشان پیمانہ پہ ہو رہا تھا۔ اس اجتماع میں ملک کے تمام چوٹی کے علماء اور مشائخ رونق افروز تھے۔ وہاں کھلے اجلاس میں حضرت قبلہ عالم قاتلؒ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کا اعلان کیا گیا یہ اندوہناک اعلان علماء اور مشائخ نے بڑے حسرت و افسوس کے ساتھ سماعت فرمائے۔

مسئلہ مزار شریف

آپ کے وصال شریف کے دوسرے دن حضرت قبلہ عالم رح کے خلف اکبر و سجادہ نشین حضرت پیر رومی صاحب دام برکاتہم

نے مجاہد ملت جناب مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم جناب تاج العلماء مولانا مخدوم سید محمد ناصر جلالی صاحب مرحوم و جناب سیٹھ محمد جیبانی صاحب مرحوم۔ جناب سیٹھ حاجی یوسف صاحب۔ حاجی نور محمد ڈیڈی صاحب۔ جناب ایم کے جی شیخ ایگزیکٹو انجنیئر سابق میونسپل کارپوریشن ان تمام حضرات کا ایک وفد سے کہ وزیر داخلہ خواجہ شہاب الدین صاحب کے پاس گئے اور کلفٹن میں مزار پاک کے لئے زمین حاصل کرنے کی کوشش کی۔ خواجہ شہاب الدین صاحب نے وفد سے فرمایا کہ کلفٹن کے پلاٹ تو بنگلوں کے لئے دیئے جا چکے ہیں وہاں درگاہ شریف کے لئے کوئی موزوں جگہ نہ ہوگی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رح بھی ایک عظیم الشان شخصیت کے مالک تھے لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ کلکٹر کراچی محمد اسحاق صاحب کے پاس تشریف لے جائیں اور شہر میں یا کسی مقام پر مزار شریف کے لئے جگہ حاصل کریں۔ وفد نے کلکٹر کراچی سے ملاقات کی کلکٹر کراچی نے اعلیٰ حضرت کا نام نامی اسم گرامی سنتے ہی حضرت قبلہ عالم رح کو بمقام عیدگاہ میدان بندر روڈ کراچی متصل مزار حضرت عالم شاہ سپرد خاک کرنے کی اجازت دے دی۔

نماز جنازہ و تدفین

حضرت قبلہ عالم رح کے جسم اقدس کو غسل وغیرہ سے فراغت پانے کے بعد معتقدین و مریدین و مسلمانان کراچی نے جنازہ کو لے کر بمقام

آرام باغ جہاں اب جامع مسجد ہے کھلے میدان میں بغرض نماز جنازہ لائے وہ علمائے کرام اور مشائخ عظام جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے عرس مبارک میں شرکت فرمانے کے لئے تشریف لائے تھے اور کراچی کے علما و مشائخ معتقدین و مریدین و عام مسلمانان کراچی نے ہزاروں کی تعداد میں جنازہ میں شرکت فرمائی۔

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی نے نماز جنازہ پڑھائی بعد دبا دیدۂ تر تاج العلماء حضرت مولانا مخدوم ناصر جلالی صاحب نے و دیگر حاضرین نے دعائے مغفرت فرمائی۔ بعد آرام باغ سے جلوس روانہ ہوا راستہ میں بے پناہ ہجوم جمع ہو گیا عید گاہ میدان پہنچنے کے بعد جنازہ رکھا گیا تاکہ حیدرآباد۔ ٹنڈو آدم۔ ٹنڈو الہ یار۔ میرپور خاص و گرد و نواح سے آنے والے حضرات دیدار سے محروم نہ رہ جائیں۔ بوقت شام اعلیٰ حضرت کے جسم اقدس کو سپرد خاک کیا گیا۔ تدفین جب عمل میں آئی تو مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔

زیارت گاہ

مزار مبارک اعلیٰ حضرت کے وصال شریف کے بعد سے زیارت گاہ خاص و عام بن گیا ہے۔ ہر روز خاص کر جمعرات کو ہزارہا مریدین و معتقدین بغرض زیارت و فاتحہ خوانی حاضر درگاہ عالی ہوتے ہیں اور فیض روحانی سے مستفیض ہوتے ہیں اور گلہائے امید سے اپنے دامنوں کو بھرتے ہیں۔

عرس شریف

اعلیٰ حضرت شاہ قاتل رحؒ کا عرس پاک ماہ صفر المظفر کی ۲۶ ر ۲۷ ر ۲۸ کو ہند و پاکستان کے گوشے گوشے میں منایا جاتا ہے۔ خاص کر کراچی میں بہ حسن اہتمام حضرت قبلہ سجادہ نشین مدظلہ العالی پیر ر دمی صاحب نہایت عظیم الشان پیمانے پر منایا جاتا ہے۔ محکمہ اوقاف کی طرف سے آپ کا عرس پاک وسیع پیمانہ پر منایا جاتا ہے۔

سجادہ نشین

حضرت سجادہ نشین اس وقت صاجزدگان میں سب سے بڑے صاجزادے ہیں اور اہل سلسلہ عالیہ کے لئے آپ کی ذات گرامی مرکز عقیدت و ارادات ہے خود آپ کے حلقہ بگوشان ارادت بھی اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ ان کے حالات تحریر کرنے کے لئے ایک جداگانہ تذکرہ کیا جائے تاہم مختصر یہ کہ حضرت قبلہ عالم رحؒ کے وصال فرمانے کے بعد آپ ہی مسند ارشاد و رشد و ہدایت و طریقت و معرفت کے وارث ہیں اور اتنے بڑے منصب عالی پر فائز ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کے حیات و مدارج عظمت و جلال میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

جن لوگوں نے اعلیٰ حضرت کی ذات بابرکات کو دیکھا ہے وہی

لوگ آج جب حضرت قبلہ پیر رومی صاحب کو دیکھتے ہیں تو آپ کے اندر بھی بعینہٖ وہی اوصاف پاتے ہیں جو اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رح میں تھے ۔ وہی انداز گفتگو وہی زہد و تقویٰ وہی طور طریق جو کہ اعلیٰحضرت میں تھے وہی آپ میں ہیں ۔ آپ کی ذات بابرکات سے ہزاروں تشنہ لوگ فیض روحانی سے مستفیض ہو رہے ہیں ۔ آپ کے حضور میں جو بھی تشنہ لب آتا ہے سیر ہو کر جاتا ہے ۔

اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رح کے خلفاؤں کے علاوہ آپ کے بھی خلفاء ہندو پاکستان میں سلسلہ عالیہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں ۔ یہ سب اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رح کا ہی تعرف ہے کہ آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ کے غلاموں کی ایک خاص تعداد موجود ہے ۔ اور حضرت کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے اور انشاءاللہ تا قیامت بجتا رہے گا ۔

رُباعیات

احمد صدیق ہو یا حضرت سیف الکلام
دستگیرِ بیکسان خلق مقبولِ انام
جامِ ساقی بادۂ عرفاں کا مجھ کو بھی ملے
ہے یہ رُومی تیرے میخانہ کا دیرینہ غلام

مظہرِ شانِ پیمبر مظہرِ شانِ خُدا
شیرِ میدان رضا سرخیل میدانِ خُدا
وصف شاہِ احمد صدیق ہے علوی یہی
قاتلِ الطال سیف اللہ برہانِ خُدا

از

حسان الہند علامہ ضیاء القادری بدایونی

جہاں ہیں یہ آستانِ عرش منزل
کہ ہے جلوہ گاہ شہنشاہ قاتل ؒ

ہیں یہ قادری لوالعلائی اویسی
معین ان کے ہیں اولیائے سلاسل

ہے خلقِ عظیم رسولؐ ان کے اندر
معاون ہیں سب کے بہ اوقات مشکل

غرض جامع علم و اخلاق ہیں یہ
ہے ان کیلئے مضطرب آج ہر دل

یہ ہاتف کی جانب سے آواز آئی
ضیا لکھ حبیبِ خدا پیر و قاتل ؒ

۱۳۷۰ھ